سلسلہ اصلاحی مجالس

آدابِ ذکر

حضرت مولانا عبدالستار صاحب حفظہ اللہ

مکتبہ فہمِ دین (وقف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّابَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

﴿یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا o﴾ (الاحزاب:۴۱)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلاً o﴾ (المزمل:۸)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

انسان کی حقیقت

میرے معزز مسلمان بزرگو، عزیز بھائیو اور امت مسلمہ کی مقدس ماؤں اور بہنوں!

اللہ رب العزت نے انسان کو تمام مخلوقات پر فوقیت بخشی ہے، عزت بخشی ہے، احترام بخشا ہے۔ اسے اشرف المخلوقات کا درجہ دیا ہے۔ اب انسان کو صحیح طور پر جاننے کے لئے ضروری ہے کہ اس بات کا علم حاصل کیا جائے کہ انسان کس چیز کا نام ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ ماہیت کیا ہے؟ کیا صرف ہڈیوں اور گوشت کے مجموعے کا نام انسان ہے؟ کیا دو آنکھوں اور دو ہاتھوں کی حامل شخصیت کا نام انسان ہے؟ نہیں بالکل نہیں انسان کے ظاہری ڈھانچے پر انسان کی تعریف مکمل طور پر صادق نہیں آتی۔

اگراس ظاہری ڈھانچے کوانسان کہا جائے تو پھر یہ سوال اٹھتا ہے کہ اس کے مر جانے کے بعد اس ظاہری جسم کی ملکیت اس کے اختیار سے کیوں نکل جاتی ہے؟ اسے مرنے کے بعد انسان کیوں نہیں کہا جا تا؟ حالانکہ ظاہری ڈھانچہ تو اس وقت بھی موجود ہوتا ہے لیکن اس وقت یہ کہا جا تا ہے کہ یہ میت ہے، لاش ہے۔ اس کے سارے اختیارات اس سے چھن جاتے ہیں، اس کی جائیداد تقسیم ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ خدام جو ساری زندگی اس کے اشارے کے تابع ہوتے تھے، وہ بھی اب دوسروں کے اشارے کے انتظار میں ہوتے ہیں۔

مرنے کے بعد پیش آنے والے ان معاملات سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے کہ صرف گوشت پوست کے مجموعے کا نام انسان نہیں ہے، کوئی اور چیز بھی ہے جسے حقیقت میں انسان کہا جا تا ہے اور وہ اس کے اندر کا انسان ہے۔ یا یوں کہئے کہ انسان کی ایک ظاہری دنیا ہے اور ایک باطنی دنیا ہے۔ ان دونوں کے مجموعے سے مل کر مکمل انسان تشکیل پا تا ہے۔ ان دونوں میں سے زیادہ اہمیت کا حامل اندر کا انسان ہے اس لئے کہ جب اندر کا انسان مردہ ہو جائے تو لوگ اس ظاہری انسان (ظاہری جسم) کو بھی مردہ قرار دے دیتے ہیں اور اسے قبرستان پہنچا دیتے ہیں۔

انسانی بقا کا محور

جس طرح انسان کے مادی جسم کے زندہ رہنے کے لئے غذا ضروری ہے کہ اگر اسے غذا ملتی رہے گی تو اس میں قوت باقی رہے گی، یہ ماحول میں پھیلنے والے جراثیم کا مقابلہ کرتا رہے گا، اس کے اندر دفاع کی قوت موجود رہے گی۔ فضاؤں میں

بکھرے ہوئے جراثیم اس پر زیادہ اثر انداز نہیں ہوں گے، اس لئے کہ اسے موقع بہ موقع غذا مل رہی ہے، وہ غذا اس کے جسم کو لگ رہی ہے، اور اسے قوت وتوانائی حاصل ہو رہی ہے۔ مختلف قسم کے وبائی امراض کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے اس کے پاس قوتِ دفاع موجود ہوتی ہے۔ وہ بیماریوں کو جلدی قبول نہیں کرتا، اگر کوئی بیماری حملہ آور ہو جائے تو اس کی اندرونی دفاعی قوت اس بیماری کا مقابلہ کرتی ہے۔

اسی طرح میرے عزیزو! ایک باطن کی زندگی ہے، باطن کا جہاں ہے، روح اور دل ہے، اس کی بھی غذا ہے، اس کو بھی توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب اس باطنی زندگی کو اس کی غذا ملتی رہے گی، توانائی ملتی رہے گی تو اس باطنی زندگی اور روحانی زندگی کے اندر قوت دفاع موجود رہے گی۔ پھر سوسائٹی اگر اسے غلط رخ پر لے جانا چاہے گی تو اندر کا دفاعی نظام اسے محفوظ رکھے گا۔ اس کے دوست اسے غلط رخ پر لے جانا چاہیں گے تو باطنی توانائی اس کے کام آ جائے گی۔ راہ چلتے اگر اس کی آنکھیں بھٹکنے لگیں گی تو اندر کی توانائی اس کی پلکوں کو جھکا دے گی۔ محفل کے اندر غیبت ہو رہی ہو گی تو اندرونی توانائی اس کی زبان کو روک لے گی۔ غلط بات سننے کا ماحول ہو گا تو اندر کی توانائی اس کے کانوں کو محفوظ کر دے گی۔ اندھیرے میں ہو گا اور گناہ پر پوری قدرت رکھتا ہو گا لیکن اس کے اندر کی توانائی اسے یہاں بھی محفوظ رکھے گی۔

اللہ کا ذکر، روحانی غذا

اس روحانی زندگی کی ایک غذا اللہ رب العزت نے اپنی یاد کو بنایا ہے، اللہ کو یاد کرنا، اللہ کا ذکر کرنا، یہ باطنی زندگی کی غذا ہے، جب اللہ رب العزت کسی کو یہ غذا

نصیب فرمادیں تو پھرآدمی کا باطن محفوظ، مضبوط اور پائیدار بنتا ہے۔

تمام انسان عام طور پر دوطرح کی زندگی گزارتے ہیں۔ پہلی گناہوں سے پاک زندگی اور دوسری گناہوں میں ڈوبی ہوئی زندگی۔ دونوں طرز کی زندگی گزارنے والے ایک ہی سوسائٹی کے اندر زندگی بسر کر رہے ہیں، ایک ہی بازار میں تجارت کر رہے ہیں، ایک ہی انداز میں مال کما رہے ہیں لیکن ایک گناہوں کی آلودگیوں سے محفوظ ہے اور دوسرا گناہوں میں پڑا ہوا ہے۔

اندرونی قوت کی کمزوری

میرے عزیزو! اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ ایک کو اللہ نے اپنی یاد عطا فرمائی ہے اور دوسرا اس سے محروم ہے۔ بسا اوقات ہمیں بھی اس بات کی فکر ہوتی ہے ،احساس ہوتا ہے کہ استقامت نہیں مل رہی۔ مجلس میں شریک ہوتے ہیں تو طبیعت بڑی مچلتی ہے، سوچ پیدا ہوتی ہے کہ اب اللہ کی فرمانبرداری والی زندگی گزاریں گے، اللہ کی نافرمانی نہیں کریں گے لیکن جیسے ہی باہر کی زندگی میں پہنچتے ہیں تو سارے جذبات ماند پڑ جاتے ہیں، ہمتیں پست ہونے لگتیں ہیں ،ارادے کمزور پڑ جاتے ہیں، حالات کا مقابلہ کرنے سے گھبرانے لگتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اندرونی دفاعی قوت موجود نہیں ہے۔ چونکہ باطنی زندگی کی غذا حاصل نہیں کی اس لئے اندر کی دفاعی طاقت بالکل کمزور ہے۔ جب تک آدمی اس غذا کو استعمال کرتا رہتا ہے اس کے اندر یہ توانائی موجود رہتی ہے اور روحانی زندگی کی ایک قوی غذا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

ذکر کی عادت بنائیں

اللہ رب العزت نے ایمان والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے:

﴿ یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ﴾ (الاحزاب:۴۱)

اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو۔

انتہائی زبردست اور پیارا جملہ ارشاد فرمایا ہے۔ اس جملے کو سننے کے بعد کوئی تاجر یہ نہیں کہہ سکتا کہ ”میں ذکر نہیں کر سکتا، ذکر کرنے والے تو نیک لوگ ہوتے ہیں“ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کرنے کے لئے نیکی کی شرط نہیں لگائی۔ کوئی مرد یہ نہیں کہہ سکتا کہ عورت کے پاس وقت کی فراغت ہوتی ہے اس لئے وہ ذکر کر سکتی ہے، میں تو بہت مصروف آدمی ہوں، میرے پاس بالکل بھی وقت نہیں ہے اس لئے میں ذکر نہیں کر سکتا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

”ارے! اگر تم صاحب ایمان ہو تو میرا حکم تمام ایمان والوں کے لئے ہے۔ چاہے تم تاجر ہو یا مزدور، چاہے تم جوان ہو یا بوڑھے، چاہے تم امیر ہو یا غریب، چاہے تمہارے پاس دنیا زیادہ ہو یا کم، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو۔“

عقل والے کون؟

اللہ تعالیٰ کے ہاں عقلمند اور صاحبِ بصیرت کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ ﴾ (آل عمران:۱۹۱)

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی، لیٹے بھی۔

اللہ رب العزت کے ہاں عقلمندوں کا معیار یہ مقرر کیا گیا ہے کہ عقلمند وہ ہیں جو اپنے محسن حقیقی کو کبھی بھولا نہیں کرتے۔ کھڑے ہوں تب بھی اسی کو یاد کرتے

ہیں، بیٹھے ہوں تب بھی اسی کو یاد کرتے ہیں، کروٹوں پر بھی اسی کو یاد کرتے ہیں، کسی حال میں بھی اپنے اللہ کو بھولتے نہیں ہیں۔

آج دنیا والوں کے ہاں تو عقلمندی کے پیمانے ہی بدل گئے ہیں، ان کے ہاں انسانیت کو پرکھنے کے معیار ہی بدل گئے ہیں کہ جس کے پاس دولت زیادہ، بینک بیلنس خوب، بڑی گاڑی اور بڑی کوٹھی ہو، وہ بڑا عقل مند سمجھا جاتا ہے جبکہ اللہ رب العزت کے فرمان کے مطابق عقل والے تو وہ ہیں جو کسی حال، کسی وقت اور کسی بھی جگہ میں اپنے پیدا کرنے والے کو نہیں بھولتے۔

اللہ کسے یاد کرتا ہے؟

میرے دوستو! ذکر انمول دولت ہے اس کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ ﴾ (البقرۃ:۱۵۲)

پس (ان نعمتوں پر) تم مجھے یاد رکھو میں تم کو (عنایت سے) یاد رکھوں گا۔

اگر ذکر کی یہی ایک فضیلت ہوتی تو بھی ذکر کی اہمیت کے لئے کسی اور فضیلت کی ضرورت نہیں تھی کہ اللہ رب العزت فرما رہے ہیں تم مجھے یاد کرو گے میں تمہیں یاد کروں گا۔ حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب اللہ تعالی مجھے یاد کرتے ہیں تو مجھے پتہ چل جاتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چلتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ

''اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وعدہ فرمایا ہے کہ جب تم مجھے یاد کرو گے تو میں تمہیں یاد کروں گا اس لئے میں جب بھی اللہ کو یاد کرتا ہوں تو یقین کر لیتا ہوں کہ اللہ بھی مجھے یاد کر رہا ہے۔''

اللہ کو یاد کرنے کے فائدے

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"تَعَرَّفْ اِلٰی اللّٰہِ فِی الرَّخَاءِ یَعْرِفْکَ فِی الشِّدَّۃِ"

(ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، ج۲، ص۷۸)

تم خوشحالی اور آسانی میں اللہ کو یاد کرو، وہ تمہیں آزمائش کی گھڑی میں یاد کرے گا۔

اگر ہم خوشحالی میں اللہ کو یاد کریں گے تو اللہ ہمیں تنگ دستی میں بھی نہیں بھولے گا، اگر ہم عافیت میں اللہ کو یاد کریں گے تو اللہ مرض کے اندر بھی ہمیں فراموش نہیں کرے گا اور قسم خدا کی اگر ہم دنیا کے اندر اللہ کو یاد کریں گے تو اللہ آخرت میں ہمیں یاد رکھے گا۔

عرش کا سایہ کسے ملے گا؟

حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ"

سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔

ان میں سے ایک وہ آدمی بھی ہوگا جس نے

"رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیاً فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ"

(مشکوۃ، باب المساجد ومواضع الصلوۃ، ص۶۸)

خلوت میں اللہ کو یاد کیا اور اللہ کی محبت میں اس کی آنکھیں نم ہوگئیں۔

جو خلوت میں اتنی چاہت اور لگن کے ساتھ اللہ کو یاد کر رہا ہو کہ اللہ کی محبت اور عظمت کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں۔ اللہ کے ہاں اس ذکر اور ان آنسوؤں کی اتنی قیمت ہے کہ کل قیامت میں جب کہیں سایہ نہیں ہوگا تو اللہ

تعالیٰ اسے اپنے عرش کا سایہ نصیب کریں گے۔

میرے عزیزو! یہ غذائیت اور توانائی ہے۔ اگر کوئی آدمی اس غذا کو صحیح طریقے سے حاصل کرلے تو اس کے اندر قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے، پھر وہ ایمان والی زندگی گزار سکتا ہے، پھر وہ سوسائٹی کے غلط اثرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

آداب کی رعایت ضروری ہے

میرے عزیزو! ذکر کے بھی کچھ آداب ہیں، اگر ان آداب کی رعایت رکھی جائے گی تو یہ ذکر غذائیت کا کام دے گا، اس سے توانائی حاصل ہوگی اور اگر ان آداب کی رعایت نہ رکھی گئی تب بھی اجر تو ملے گا لیکن یہ غذائیت کا کام نہیں دے گا، اس سے توانائی حاصل نہیں ہوگی۔

ذکر کی مقدار مقرر کریں

ذکر کا پہلا ادب یہ ہے کہ ذکر کچھ خاص مقدار میں ہو، کم از کم اتنا تو ہو کہ اس سے کچھ توانائی حاصل ہو جائے۔ جیسے انسان کے مادی جسم کے لئے غذا کی ضرورت ہوتی ہے اور شدید بھوک کی حالت میں کوئی اسے ایک لقمہ پکڑا دے تو وہ کیا کہے گا؟ یہی کہ ارے میاں! اتنا تو دو کہ پیٹ بھر جائے، کچھ سیرابی حاصل ہو جائے۔ شدید پیاس کی حالت میں کوئی اسے ایک گھونٹ پانی دے دے تو وہ کیا کہے گا؟ یہی کہ ارے میاں! اتنا تو پلا دو کہ پیاس کی شدت ختم ہو جائے، کچھ تشنگی تو مٹ جائے۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے اس مادی جسم کے لئے غذا کی کچھ خاص مقدار چاہئے ایسے ہی باطنی زندگی کے لئے بھی اللہ کے ذکر کی کچھ نہ کچھ خاص مقدار ہونی چاہئے لیکن ظاہر ہے اس مقدار

کے مقرر کرنے کے لئے آپ کسی اللہ والے سے مشورہ بھی کرتے ہیں، جیسے آپ کسی طبیب کے پاس کوئی اچھا سا خمیرہ بنوانے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں تو اس سے اس بات کا مشورہ بھی کر لیتے ہیں کہ ایک دن میں اس کی کتنی مقدار استعمال کی جائے؟ حالانکہ وہ خمیرہ غذائیت کے لئے ہوتا ہے، طاقت کے لئے ہوتا ہے لیکن آپ ایسا نہیں کرتے کہ سارا خمیرہ ایک ہی دن میں کھالیں اور طبیب کے مشورے پر عمل ہی نہ کریں، اس لئے کہ اگر ایسا کریں گے تو کیا ہوگا؟ دماغ کے اندر خشکی ہو جائے گی۔ طبیب ایک مقدار بتاتا ہے کہ میاں روزانہ اتنی مقدار استعمال کرو یہی تمہاری صحت کا تقاضا یہ ہے اور یہی تمہارے لئے مناسب ہے۔

مقدارِ ذکر مشورے سے مقرر کریں

اسی طرح اللہ رب العزت کسی کو کوئی مربی نصیب فرما دیں، روحانی زندگی کے لئے کوئی معالج عطا فرما دیں اور وہ اس سے پوچھے کہ آپ میرے لئے ذکر کی کتنی مقدار مناسب سمجھتے ہیں؟ تو وہ مربی اسے اس کے حال کے مناسب ذکر کی مقدار تجویز کر دے کہ تمہاری روحانی صحت کا تقاضا یہ ہے کہ تم روزانہ اتنا ذکر کیا کرو تو پھر اسے چاہئے کہ روزانہ اتنی ہی مقدار میں ذکر کیا کرے جو اس کے لئے اس کے مربی اور معالج نے تجویز کی ہے سوائے اس کے کہ وہ سفر میں ہو یا بیمار ہو تو پھر اگر مقدار میں کمی بھی ہو جائے تو کوئی بات نہیں۔ جیسے سفر میں آدمی بسا اوقات صرف چائے پر گزارا کر لیتا ہے، صرف بوتل پر گزارا کر لیتا ہے، کھانا نہیں کھاتا، یا جب بیمار ہوتا ہے تو بھی اس کی غذا کے اندر کمی آجاتی ہے لیکن عام حالت کے اندر اپنی غذا میں کوئی کمی نہیں

کرتا بلکہ پوری پوری غذا استعمال کرتا ہے۔اسی طرح میرے دوستو! اگر سفر یا بیماری کی وجہ سے ذکر کی مقررہ مقدار میں کوئی کمی آجائے تو کوئی بات نہیں لیکن عام حالات میں اس مقدار میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے۔

ذکر کی کیفیت کیا ہونی چاہئے؟

دوسرا ادب یہ ہے کہ ذکر کیفیت کے ساتھ کیا جائے۔مطلب یہ ہے کہ ذکر کرتے وقت ایسی کیفیت بنائی جائے جس سے دھیان پیدا ہو۔جس طرح ہم چاہتے ہیں کہ پانی ہو تو اتنا ہو کہ سیراب ہو جائیں اور ہو بھی ٹھنڈا، یا چاہتے ہیں کہ کباب ہوں اور اتنی مقدار میں ہوں کہ پیٹ بھر جائے اور ہوں بھی گرم گرم یعنی دونوں چیزوں کی رعایت رکھتے ہیں۔مقدار کی بھی اور کیفیت کی بھی کہ اتنی مقدار ہو جس سے کچھ کام بن جائے اور ایسی حالت میں ہو کہ اچھا بھی لگے۔

اسی طرح میرے دوستو! ذکر کی بھی مقدار مقرر ہونی چاہئے اور ساتھ ساتھ ذکر کی کیفیت بھی ہونی چاہئے۔اب کیفیت کیا ہونی چاہئے؟ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر جہاں بھی ذکر کی تلقین فرمائی تو دو الفاظ میں سے ایک لفظ ضرور استعمال فرمایا ہے۔پہلا لفظ جو استعمال فرمایا وہ ''اللہ'' کا لفظ ہے کہ اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو۔ارشاد باری ہے:

﴿ یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ﴾ (الاحزاب:۴۱)

اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو۔

دوسرا لفظ جو استعمال فرمایا وہ ''رب'' کا لفظ ہے کہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرو۔ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً ﴾ (المزمل:٨)

اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہو اور سب سے قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو۔

تو دو لفظ استعمال فرمائے۔ ''اللہ'' اور ''رب'' یہ دونوں لفظ ہمیں کچھ سمجھا رہے ہیں، کچھ بتا رہے ہیں کہ اللہ وہ ذات ہے جو تمام کمالات اور خوبیوں سے آراستہ ہے، ساری قدرتوں کی مالک ہے، تمام چیزوں کی خالق ہے۔

تمام خوبیوں کا مالک کون؟

کائنات میں جو کچھ ہے، تھا اور جو کچھ آئے گا اور دنیا میں انجام پانے والے سارے اعمال، تمام مخلوقات اور ان کے تمام امور کا مالک اللہ ہی ہے۔ اللہ کو پہچاننے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ مالکِ کل اور مختارِ کل ہے۔ ساری دنیا کا اختیار اسی کے ہاتھ میں ہے۔ قرآن کریم میں ان تمام امور کو اللہ نے مختلف انداز میں بیان کیا ہے:

﴿ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ (الزمر:٦٢)

اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ذات ہے جس نے ساری چیزوں کو پیدا فرمایا۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ﴾ (الانعام:٩٥)

بے شک اللہ تعالیٰ پھاڑنے والا ہے دانوں کو اور گٹھلیوں کو۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ہے جو اپنی قدرت سے گٹھلی توڑتا ہے، دانے کو پھاڑتا ہے اور اس کے اندر سے کونپل نکالتا ہے۔

﴿ اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ﴾ (المومن:٦٤)

اللہ ہی ہے جس نے زمین کو (مخلوق کی) قرار گاہ بنایا اور آسمان کو مثل چھت کے بنایا اور تمہارا نقشہ بنایا، سو عمدہ نقشہ بنایا اور تم کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے ٹھہرنے کے لئے بنایا، جس نے آسمانوں کو تمہارے لئے چھت بنایا، جس نے تمہاری خوبصورت شکلیں بنائیں، جس نے تمہیں پاکیزہ روزی عطا فرمائی۔

﴿ وَيَعْلَمُ مَاتُسِرُّوْنَ ﴾ (التغابن:۴)

اور سب چیزوں کو جانتا ہے جو تم پوشیدہ رکھتے ہو۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ہے جو وہ تمام چیزیں اور اعمال جانتا ہے جنہیں تم خلوتوں میں، اندھیروں میں چھپ کر کرتے ہو۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴾ (النور:۳۰)

بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ہے جو ان تمام سوچوں اور خیالات سے باخبر ہے جنہیں تم اپنے دل و دماغ کے اندر بناتے ہو، تخلیق کرتے ہو۔

﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ ﴾ (الاحزاب:۵۱)

اور خدا تعالیٰ کو تم لوگوں کے دلوں کی سب باتیں معلوم ہیں۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ہے جو تمہارے دلوں میں آنے والے خیالات بھی جانتا ہے۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ﴾ (الزمر:۵۳)

بالیقین اللہ تعالیٰ تمام (گذشتہ) گناہوں کو معاف کر دے گا۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ہے جو سارے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔

﴿ وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡا اِلیٰ دَارِالسَّلَامِ ﴾ (یونس:۲۵)

اور اللہ تعالیٰ تم کو دار بقاء کی طرف بلاتا ہے۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ہے جو تمہیں دارالسلام یعنی جنت کی طرف بلاتا ہے۔

﴿ وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡا اِلَی الۡجَنَّةِ وَالۡمَغۡفِرَةِ بِاِذۡنِهٖ ﴾ (البقرۃ:۲۲۱)

اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی دعوت دیتے ہیں۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ہے جو تمہیں جنت اور اپنی مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔

﴿ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ﴾ (الزمر:۲۱)

کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ہے جو آسمان سے بارش برساتا ہے۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَحۡكُمُ مَا يُرِيۡدُ ﴾ (المائدۃ:۱)

بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ذات ہے جو اپنی مرضی سے فیصلہ کرتی ہے۔

﴿ وَاللّٰهُ يَحۡكُمُ لَامُعَقِّبَ لِحُكۡمِهٖ ﴾ (الرعد:۴۱)

اور اللہ جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ہے کہ جب وہ فیصلہ کر لیتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کے فیصلہ کو رد نہیں کر سکتی۔

﴿ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزۡجِیۡ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيۡنَهٗ ثُمَّ يَجۡعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَی الۡوَدۡقَ يَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِهٖ ﴾ (النور:۴۳)

کیا تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ (ایک) بادل کو (دوسرے بادل کی طرف) چلتا کرتا ہے (اور) پھر اس بادل (کے مجموعہ) کو باہم ملا دیتا ہے پھر اس کو تہہ بہ تہہ

کرتا ہے پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس (بادل) کے بیچ میں سے نکلتی ہے۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ہے جو ہواؤں کے ذریعے بادلوں کو چلاتا ہے، پھر انہیں بکھیر دیتا ہے، پھر انہیں تہہ بہ تہہ کر دیتا ہے، پھر ان میں سے رحمت کی بارشیں برساتا ہے۔

﴿ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ (الزمر:۵۳)

واقعی وہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ہے جو بخشتا بھی ہے اور رحم بھی کرتا ہے۔

﴿ وَهُوَ الَّذِىْ سَخَّرَ الْبَحْرَ ﴾ (النحل:۱۴)

اور وہ ایسا ہے کہ اس نے دریا کو (بھی) مسخر بنا دیا ہے۔

اللہ کون ہے؟ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے سمندر بھی مسخر کر دیئے کہ تم عافیت کے ساتھ اس پر کشتیاں چلاتے ہو اور اللہ کا رزق تلاش کرتے ہو۔

کیفیت سے کیا مراد ہے؟

ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ ایک بات سمجھانا چاہ رہے ہیں کہ

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴾ (الاحزاب:۴۱)

اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو۔

اللہ کا ذکر کرو اور کیفیت کے ساتھ کرو۔ کیفیت کا مطلب یہ ہے کہ عظمت کے ساتھ اللہ کا نام لو، جیسے ہم کباب گرم چاہتے ہیں، پانی میٹھا اور ٹھنڈا چاہتے ہیں، ایسے ہی جب اللہ کا ذکر کریں تو اللہ کی ان عظمتوں کا لحاظ کر کے کریں اور یہ سوچیں کہ میں کسے یاد کر رہا ہوں؟ میں کسے آواز دے رہا ہوں؟ وہ جو میرے دل کی آہوں کو بھی

سن رہا ہے، جو میری فریادوں کو بھی سن رہا ہے، جو میری ضرورتوں سے بھی واقف ہے اور وہ ایسا ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ اس کے قبضۂ قدرت میں ہے، کائنات کی ہر چیز اس کے ماتحت ہے، وہ نفع دینے پر آئے تو دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی اور اگر وہ آزمائشوں میں ڈالنا چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت ان آزمائشوں سے بچا نہیں سکتی۔ اس طرح جب اللہ کی عظمت کے ساتھ اللہ کو پکاریں گے تو پھر یہ ذکر بھی اثر کرے گا۔

اللہ سب سے بڑا محسن

میرے عزیزو! قرآن کریم میں ذکر کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک لفظ تو ''اللہ'' کا استعمال کیا گیا ہے اور دوسرا لفظ ''رب'' کا استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً﴾ (المزمل:۸)

اور اپنے رب کا ذکر یاد کرتے رہو اور سب سے قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو۔

اپنے رب کے نام کا ذکر کرو۔ پہلے ''اللہ'' کہا اور اب ''رب'' کہا، رب کے اندر بھی ایک اشارہ مل رہا ہے۔ جیسے ماں باپ اپنے بچے کو پالتے ہیں تو بچے کے دل کے اندر ماں باپ کی محبت پیدا ہوتی ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ ماں باپ کے مجھ پر بہت احسانات ہیں تو گویا کہ اللہ بھی یہ فرما رہے ہیں کہ میرا نام لو میری عظمت کے ساتھ، میری محبت کے ساتھ اس لئے کہ میں تمہارا رب ہوں۔

میرے عزیزو! اگر کوئی آدمی ذکر کی مقدار بھی پوری کرے اور اس کیفیت (یعنی اللہ کی عظمت اور محبت) کے ساتھ اللہ کا نام لے تو پھر دیکھئے کہ اس کی زندگی میں کیسی توانائی آتی ہے، کیسی قوت آتی ہے۔ پھر تو ایسا آدمی بڑے بڑے فتنوں میں بھی ثابت قدم رہتا ہے، بڑے بڑے مصائب میں بھی استقامت کا مظاہرہ کرتا ہے،

بڑے بڑے اندیشوں میں بھی اللہ کے ذکر کی برکت سے بے خوف ہو جاتا ہے۔

ہر لمحہ اللہ کا ذکر کریں

میرے دوستو! ذکر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اپنی راہ میں جان دینے کے جذبے سے لڑنے والے مجاہدین سے ارشاد فرمایا کہ دیکھو میدان جہاد میں خوف والی حالت ہوتی ہے، ماحول دہشت زدہ کرنے والا ہوتا ہے، جان خطرے میں ہوتی ہے جس سے تمہاری ثابت قدمی متاثر ہو سکتی ہے اور میدان جہاد سے فرار کا خطرہ بھی ہوتا ہے، اس لئے تم ایسا کیا کرو کہ جب دشمن تمہارے سامنے آجائے تو تم اللہ کا ذکر شروع کر دیا کرو۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ﴾ (التوبہ:۴۵)

اے ایمان والو! جب تم کو کسی جماعت سے (جہاد میں) مقابلہ کا اتفاق ہوا کرے تو (ان آداب کا لحاظ رکھو۔ ایک یہ کہ) ثابت قدم رہو اور اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کرو۔

جب تم تلواریں نیاموں سے باہر دیکھو، دشمن کی فوج تمہارے سامنے ہو تو تم اپنے اللہ کو اس کی عظمت کے ساتھ یاد کرو، سارے خوف کافور ہو جائیں گے، ساری پریشانیاں کافور ہو جائیں گی، دنیا کی ساری طاقتیں تمہیں مکڑی کا جالا نظر آئیں گی۔

سب سے زیادہ طاقتور کون؟

جب اللہ کو اس کی عظمت کے ساتھ یاد کریں گے کہ اللہ سب سے بڑا ہے اور دنیا کی جتنی بھی بڑی بڑی طاقتیں ہیں، جتنی بھی طاقتور چیزیں ہیں، وہ سب چھوٹی

ہیں تو پھر دنیاوی طاقتوں اور لوگوں سے ڈر نہیں لگے گا۔ آپ اپنے دماغ میں یہ تصور بٹھائیں کہ دنیا میں فلاں طاقت بہت بڑی ہے اور پھر اللہ کے بارے میں سوچیں کہ اللہ اس سے بھی بڑا ہے اور اللہ صمد (بے نیاز) بھی ہے، جب دینے پر آتا ہے تو بغیر اسباب کے بھی عطا کر دیتا ہے۔ وہ اپنی قوت اور طاقت میں یکتا ہے، دنیا کی کوئی طاقت اس کی شریک نہیں ہے تو آپ اپنے اندر ایک انجانی سی طاقت محسوس کریں گے۔ تو اس اللہ کو ایک مقدار کے ساتھ، ایک کیفیت کے ساتھ یاد کریں۔ وہ کیفیت یہ ہے کہ دل میں اللہ کی عظمت اور اس کی محبت کو بٹھا لیں۔ خدا کی قسم! اگر یہ دولت نصیب ہو جائے تو پھر مسلمان ہر قسم کے خوف سے محفوظ زندگی گزار سکتا ہے، جس خوف نے آج ہماری زندگی کو گھیر رکھا ہے، ایک انجانا سا خوف کہ کل کیا ہوگا؟ میرا کیا بنے گا؟ کاروبار کا کیا ہوگا؟ کل حالات کا کیا ہوگا؟ ارے! اللہ تیرے ساتھ ہے، اگر اس کی محبت اور عظمت دل میں ہے تو کوئی خوف بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

میرے عزیزو! ہمارا تو یہ حال ہے کہ نماز پڑھتے ہیں تو بھی یادیں غیروں کی ہوتی ہیں۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ساری دنیا ہمیں یاد آتی ہے، نہیں آتا تو صرف اللہ یاد نہیں آتا، اپنا محسن حقیقی یاد نہیں آتا۔ ساری دنیا کے ساتھ بات کرنے کے لئے ہمارے پاس وقت ہے، فرصت ہے اگر نہیں ہے تو ایک اللہ کو یاد کرنے کا، اس سے باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے، اس سے گفتگو کرنے کی فرصت نہیں ہے۔

میرے عزیزو! اگر اللہ کو اس کی شان کے ساتھ یاد کریں کہ اللہ باعظمت ذات ہے، محبوب ذات ہے تو پھر یہ ذکر دل پر نقش ہوا کرتا ہے پھر اس سے توانائی حاصل ہوا کرتی ہے۔

ایک خوبصورت مثال

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کے بارے میں ایک بہت خوبصورت مثال دی ہے۔فرماتے ہیں کہ جب ذکر اپنی کمیت اور کیفیت کے ساتھ کیا جائے تو پھر یہ دل میں ایسا بیٹھتا ہے کہ جیسے دیہات میں سروں پر پانی کے مٹکے رکھ کر چلنے والی عورتوں کے سروں پر رکھے ہوئے مٹکے۔ان میں سے بعض عورتیں اپنے سر پر تین تین مٹکے اٹھائے ہوئے ہوتی ہیں۔چلنے کا راستہ بھی ناہموار ہوتا ہے اور وہ کبھی اوپر چڑھتی ہیں کبھی نیچے اترتی ہیں، سہیلیوں سے باتیں اور ہنسی مزاح بھی چل رہا ہوتا ہے لیکن ان کے دل میں ایک بات بیٹھی ہوئی ہوتی ہے کہ ہمارے سروں پر مٹکے ہیں اور ان میں پانی ہے۔یہ خیال ان کے ذہنوں سے کسی وقت بھی نہیں چھٹتا اور وہ انتہائی احتیاط سے ان مٹکوں کو گھر تک پہنچاتی ہیں۔

ذکر کی حقیقت

میرے دوستو! جب اس کیفیت کے ساتھ اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ دل میں ایسا بیٹھتا ہے کہ پھر چاہے یہ شخص بیوی بچوں کے ساتھ ہو، کاروبار میں ہو، معاملات کر رہا ہو یا دوستوں کی محفل میں بیٹھا ہو، ہر حال میں ایک خیال اس کے دل و دماغ کے اندر ہر وقت موجود رہتا ہے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔پھر ایسا شخص اولاد کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا، بیوی کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا۔اگر بیوی کے دل کے اندر یہی کیفیت آجائے تو وہ اپنے میاں کے ساتھ زیادتی نہیں کرے گی۔ساس کے دل میں آجائے تو وہ اپنی بہو پر ظلم نہیں کرے گی۔بہو کے دل میں آجائے تو وہ اپنی ساس کو

نہیں ستائے گی، اگر مزدور کے دل میں آجائے تو وہ اپنے مالک کے مال میں خیانت نہیں کرے گا۔ اگر مالک کے دل میں آجائے تو وہ اپنے ملازم اور ماتحت سے زیادتی نہیں کرے گا۔ اس طرح سب لوگوں کی زندگی سنور جائے گی۔

غفلت اختیار نہ کریں

ایسے ہی لوگوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾ (النور:۳۷)

ایسے لوگ ہیں کہ جن کو اللہ کے یاد سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے اور نہ فروخت۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ تجارت بھی کرتے ہیں، خرید و فروخت بھی کرتے ہیں، مال کا لین دین بھی کرتے ہیں لیکن یہ ساری چیزیں انہیں اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتیں۔ یہ کیا ہے؟ یہ اسبات کی نشانی ہے کہ دل میں ذکر نقش ہو چکا ہے۔

ارے میرے عزیزو! اللہ کے پیارے بندے تو بازاروں میں بیٹھ کر بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے تھے، تجارت میں مشغول ہو کر بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے تھے اور ہم کتنے محروم ہیں کہ مسجد کی صفوں میں کھڑے ہو کر بھی ہمیں اللہ یاد نہیں آتا، نماز پڑھتے ہوئے بھی اللہ سے غافل ہیں، اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر بھی بازار کو سوچتے ہیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان فرق کی وجہ ہی یہی ہے کہ انہوں نے اپنے دلوں پر محنت کی تھی اور اللہ تعالیٰ کو اپنے دل میں بٹھا لیا تھا اور ہم نے محنت ہی نہیں کی، اللہ کو حاصل کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔

ذکر کا اہتمام کریں

میرے دوستو! اگر ہم واقعی چاہتے ہیں کہ غذائیت اور توانائی حاصل ہو جو ہمیں اس سوسائٹی کے اندر چلائے، معاشرے کے اندر چلائے، ہم حالات کا مقابلہ کر سکیں، گناہوں سے بچ سکیں، خواہشات کا راستہ روک سکیں تو پھر اس توانائی کو حاصل کرنے کے لئے اہتمام کرنا ہوگا، ذکر میں دل لگانا ہوگا تاکہ معاشرے میں پائی جانے والی بیماریوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکیں۔

ذکر کے اثرات

میں نے آداب عرض کر دیئے ہیں کہ ذکر کی مقدار بھی مقرر ہو اور کیفیت کے ساتھ بھی کیا جائے، اب کسی اللہ والے سے پوچھ لیں کہ میرے لئے کتنا ذکر مناسب ہے؟ پھر جو مقدار وہ تجویز کر دیں اس کا اہتمام شروع کر دیں، مقدار بھی پوری کریں اور کیفیت بھی پیدا کریں، پھر دیکھیں کہ یہ کیا رنگ لاتا ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی اہتمام بھی کرے اور پھر بھی اس کے اثرات ظاہر نہ ہوں اس لئے کہ اگر کوئی شخص کسی سے دو جملے غصے کے کہہ دے تو سامنے والے کا چہرہ تبدیل ہو جاتا ہے، رنگ سرخ ہو جاتا ہے، انسان کے دو جملوں میں تو اتنی تاثیر ہو لیکن اللہ کے نام میں تاثیر ہی نہ ہو، ایسا نہیں ہوسکتا، یہ ناممکن ہے۔ اللہ کے نام میں بہت تاثیر ہے لیکن اس کے آداب کے ساتھ اسے حاصل کیا جاسکتا ہے، اس کی عظمت کے ساتھ اسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اس لئے میرے عزیزو! اپنے اوقات میں سے کچھ وقت اللہ کی یاد کے لئے بھی نکالیں، ماں بہن اور بیٹیاں بھی اس کام کے لئے فراغت کے کچھ لمحات نکالیں۔

دن اور رات میں کچھ اوقات مقرر کر لیں جن میں اپنے اللہ کو اس انداز سے یاد کیا کریں۔ اللہ کی قسم! زندگی کا رخ ہی بدل جائے گا، ترتیب ہی بدل جائے گی اور اسے ہم خود محسوس کریں گے۔

اللہ کا وعدہ سچا ہے

اللہ کا وعدہ ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اس لئے میرے دوستو! اگر ہم اللہ کو یاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں یاد کریں گے، ہم اللہ کا لحاظ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارا لحاظ کریں گے، ہم اللہ کے دین کی حفاظت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کریں گے، ہم اللہ کا خیال کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارا بھی خیال کریں گے۔

فرشتوں کی سفارش

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

”جب بندہ فروانی میں، خوشحالی میں، صحت میں، فراغت میں اپنے اللہ کو یاد کرتا رہتا ہے، پھر اگر وہ کسی وقت بیمار ہو جائے، کسی پریشانی کا شکار ہو جائے یا کوئی مصیبت اس پر آجائے اور وہ اپنے اللہ کو پکارے تو اللہ کے فرشتے اس کے لئے سفارش کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ! اس کی آواز بڑی مانوس ہے پہلے بھی آتی رہی ہے، اس کی فریاد کو قبول فرمالیجئے اور جب بندہ آسائش وآرائش میں نعمتوں کی فراوانی میں اللہ کو فراموش کر دیتا ہے اور پھر مصیبت کی گھڑی میں جب پکارتا ہے تو اللہ کے فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! یہ نامانوس آواز ہے پہلے کبھی سنائی نہیں دی، پھر اسے دھتکار دیا جاتا ہے۔“

کچھ وقت ضرور مقرر کریں

اللہ تعالیٰ کی ہم پر انتہائی کرم نوازی ہے، بے حساب نوازشات ہیں کہ ہم اپنی گندی زبانوں سے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اللہ اس کی بھی لاج رکھ لیتا ہے۔ہم اپنے سیاہ دل سے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اللہ اس کی بھی لاج رکھ لیتا ہے۔اپنی گناہ بھری زندگی کے اندر بھی اگر کسی وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں تو وہ اس کی بھی لاج رکھ لیتا ہے۔اس لئے میرے دوستو! دن رات میں کچھ اوقات ایسے ضرور مقرر کرلیں جن میں اپنے مولیٰ کو یاد کرسکیں، کچھ وقت صبح میں اور کچھ وقت شام میں ایسا مقرر کرلیا جائے جس میں کوئی دنیاوی کام نہ کیا جائے، صرف اللہ کا ذکر کیا جائے۔ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً ﴾ (الدھر:۲۵)

اور اپنے پروردگار کا نام صبح شام لیا کیجئے۔

اللہ کا ذکر کر کے کچھ صبح اور کچھ شام کی توانائی حاصل کر لی جائے، صبح والی توانائی شام تک کافی رہے گی اور شام والی صبح تک کافی رہے گی۔

ہم اس مادی جسم کے لئے نہ جانے کتنی غذائیں کھاتے ہیں۔صبح کا ناشتہ، دوپہر کا کھانا، شام کی چائے، رات کا کھانا۔میرے دوستو! اس روحانی زندگی کے لئے بھی کچھ غذا کی ضرورت ہے، اسے بھی توانائی کی ضرورت ہے اگر اسے اس کی غذا پوری پوری اور وقت پر دیں گے تو اس کی وجہ سے ظاہری جسم بھی سکون پائے گا۔

دلوں کا اطمینان

اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان ملا کرتا ہے۔اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ (الرعد:۲۸)

خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ارے میرا دل تو مطمئن نہیں ہوتا میں تو بہت تسبیحات کرتا ہوں ،تو میاں آپ اُس کمیت کے ساتھ نہیں کرتے ،اُس کیفیت کے ساتھ نہیں کرتے۔اللہ کی بات تو سچی ہے۔اس بات کو مان لیں کہ میں جس طریقے سے اس نسخے کو استعمال کر رہا ہوں اس میں ضرور کچھ کوتاہی ہے، میرے اندر کچھ بد پرہیزیاں ہیں جس کی وجہ سے نسخہ صحیح کام نہیں دکھا رہا، اپنے شاندار نتائج نہیں دے رہا ورنہ اللہ کی بات تو سچی ہے کہ ذکر سے دلوں کو اطمینان ملا کرتا ہے، بے چینیاں ختم ہوتی ہیں۔

اب اگر کسی کو نیند نہیں آتی ،کوئی انجانا سا خوف پریشان کئے ہوئے ہے تو کتنا بہترین نسخہ ہے کہ تنہائیوں میں اللہ کو یاد کرنے کی عادت بنالیں اللہ آپ کو ہر قسم کی پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات دے دے گا، دل کو مطمئن کر دے گا۔

اس لئے میرے عزیزو! ہم سب اس بات کی کوشش کریں کہ ہمارا دن اور رات کا کچھ حصہ ایسا ہو کہ جس میں ہم تمام دنیا کے کاموں سے فارغ ہو کر اپنے اللہ کو یاد کریں۔

اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.